مضمون نگار: ڈاکٹر داد شاہ بلوچ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الخلاصہ

بارھویں صدی ہجری کے آخر تک بلوچستان میں مشہور ماہرین وخادمینِ حدیث کا اجمالی تذکرہ

زیرِ نظر مضمون حضرت مولانا ڈاکٹر داد شاہ بلوچ کے عربی مضمون کا اردو ترجمہ ہے۔ ادارہ قارئین کے استفادہ کیلئے اسے "الولی" میں قسطوار شائع کررہا ہے۔ اصل عربی مضمون ڈاکٹر صاحب کے پی، ایچ، ڈی مقالہ "التحقیق والتقدیم علی خلاصۃ البیان فی شرح لغات المشکوٰۃ" کا ایک باب ہے۔

قسط نمبر 1

جاننا چاہیئے کہ بلوچستان کا خطہ دنیا کے ان علاقوں میں سے ہے جس میں دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین سے لیکر آج تک حدیث، تفسیر اور دیگر علومِ اسلامیہ کی خدمت کی گئی ہے اور ان شاءاللہ تعالیٰ رہتی دنیا تک ربِ رحمان کی رحمت سے یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اس جگہ پر تفصیلی بحث میرے پیشِ نظر نہیں، کیونکہ ہر بحث کیلئے خاص موقع ہوتا ہے۔ اس لئے صرف چند مشہور راسخین فی العلم کا مع اجمالی حالات کے ذکر کروں گا جس

میں دو ادوار پر احاطہ ہوگا۔ دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین اور تابعین و تبع تابعین رحمہ
اللہ اجمعین اور تبع تابعین کے بعد کے دور سے لیکر شیخ عبدالوہاب صوفی، جیلانی، خلاصۃ
البیان والے متوفی سنہ ۱۲۵۷ھ رحمہ اللہ تعالیٰ کی صدی کی ابتداء تک یعنی بارہویں صدی
ہجری کے اختتام تک۔

محدثینِ بلوچستان دورِ صحابہ، تابعین، تبع تابعین تا اختتامِ بارہویں صدی ہجری

اس میں تمام اُن صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، رضوان اللہ علیہم اجمعین کا ذکر
ہوگا جو بلوچستان میں وارد ہوئے اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے سارے
متبعین حدیث رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدام تھے اور ان حضرات کے اسفار اسی بلند
مقصد کیلئے ہوا کرتے تھے۔ بعد والے اس خدمت میں ان کے قریب تک نہیں پہنچ سکے
اور تبع تابعین کے بعد والے حضرات میں سے صرف اُن کا ذکر کروں گا جو محدثین میں سے
ہیں۔

پہلا: ربیع بن زیاد حارثی، مذحجی، بصری رضی اللہ عنہ

نام: ربیع۔

کنیت: ابو عبدالرحمان اور بعض نے ابو فراس کہا ہے اور حکم ابو احمد نے فرمایا ہے کہ
مجھے کوئی بعید نہیں لگتا کہ ان کو ابو فراس کی کنیت دینی غلط ہو۔ اس پر حافظ ابن حجر رحمہ
اللہ تعالیٰ نے تنبیہ فرمائی ہے، چنانچہ آپ فرماتے ہیں: "ان کو اطراف والے نے ا
نضرۃ عن ابی فراس کی حدیث میں ذکر فرمایا ہے کہ یہ وہی ربیع بن زیاد ہے، یہ وہم ہے
پکی بات یہ ہے کہ یہ ابو فراس نہدی ہے۔ اسی طرح اس کا نسب بیان فرمایا ہے ہشیم
نے جیسے کہ بخاری رحمہ اللہ نے نقل فرمایا ہے، وہ ایسا شخص ہے کہ اس کے نام کا کو

پتہ نہیں ہے اور اس حدیث کے علاوہ اس سے کچھ معلوم نہیں، لیکن ربیع بن زیاد تو اپنے نام و نسب کے ساتھ معروف و مشہور ہیں اور ابن ماجہ نے جو حدیث "صام نوح الدھر" ابوفراس مولی عبداللہ بن عمرو بن العاص عن مولاہ سے ذکر کی ہے تو اس ابوفراس کا نام یزید بن رباح ہے۔ اس کا نام و نسب مسلم رح نے بیان فرمایا ہے اور وہ ابوفراس جس نے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے اور اس سے ابو نضرۃ نے روایت کی ہے تو اس کا ابن ماجہ کے ہاں کوئی ذکر نہیں ہے، اسی طرح ربیع بن زیاد کا بھی ان کی کتاب میں کوئی ذکر نہیں ہے۔" انتہی (۱)

نسبت: کبھی ان کو بنو حارث بن کعب کی طرف منسوب کر کے حارثی کہا جاتا ہے (۲) اور کبھی بصرہ کی طرف نسبت کر کے بصری کہا جاتا ہے۔ (۳) اور کبھی مذحج (حارث بن کعب بن مذحج) کی طرف نسبت کر کے مذحجی کہا جاتا ہے۔ (۴)

نسب: امام حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے (۵) ربیع بن زیاد بن انس بن دیان بن قطن بن زیاد بن حارث بن مالک بن ربیعہ بن کعب بن حارث حارثی۔ اسی طرح ابوفراس نے ان کا نسب بیان فرمایا ہے اور کہا گیا ہے (۶) ربیع بن زیاد بن ربیع حارثی، ابو عمر نے ان کا نسب اسی طرح بیان فرمایا ہے۔

صحابیت یا تابعیت: ابو عمر یوسف عرف ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے ان کو صحبت حاصل ہے، مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی کسی روایت پر اطلاع نہیں ہے۔ (۷) اور ابو احمد عسکری رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے دورِ نبوت کو انہوں نے پایا ہے اور مدینہ میں تشریف نہیں لائے مگر دورِ عمر رضی اللہ عنہ میں، بخاری، ابن ابی حاتم اور ابن حبان رحمھم اللہ نے ان کو تابعین میں ذکر فرمایا ہے۔ (۸)

فضیلت اور پرہیزگاری: کان خیرا متواضعا نبیلا (۹) آپ بہت نیکی والے، انکساری والے، شرافت والے انسان تھے۔ یہ وہی شخص ہیں جن کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے ایسا شخص بتلاؤ جو قوم میں ہو اور امیر ہو تو امیر نہ لگے اور

جب قوم میں ہو اور امیر نہ ہو تو امیر لگے۔ اس پر لوگوں نے عرض کیا کہ ہمیں سوا ـ
ربیع بن زیاد حارثی کے اور کوئی نہیں سوجھتا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا بلکل تم ـ
سچ کہا ہے، یہ آپ کے عندالاصحاب رضی اللہ عنھم اجمعین کمالِ خیر و تواضع کے مسلہ
ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ (۱۰)

روایت حدیث: آپ رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور کعب احبار رضی اللہ عنھ
سے روایت کی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ سے ابو مجلز اور مطرف بن عبداللہ بن شخیر او
حفصہ بنت سیرین رحمھم اللہ نے روایت کی ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کی روایت ابوداؤد
نسائی اور ابن ماجہ رحمھم اللہ نے ذکر کی ہے، ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ مجھے
ان (ربیع بن زیاد) کی کوئی مسند حدیث معلوم نہیں ہے۔ (۱۱)

والی ہونا: معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو سجستان کا والی بنایا اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ
عنہ کی وفات تک وہاں پر حاکم رہے۔ پھر معاویہ رضی اللہ عنہ نے زیاد بن ابیہ کو بصر
سمیت کوفے کا والی بنا کر دونوں عراق اس کیلئے جمع کر دیئے تو انھوں نے زیاد بن ربیع
حارثی کو وہاں سے معزول کر کے خراسان پر عامل بنایا اور مبرِّد نے کامل میں فرمایا ہے کہ وہ ابو
موسیٰ کی طرف سے بحرین پر عامل تھے۔ (۱۲)

قتال اور حکمرانی: ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے ان کو مناذر کے جنگ میں سنہ (۱۷) ہجری کو
اپنا نائب بنایا۔ انھوں نے مقابلہ کر کے زبردستی مناذر کو فتح کیا، کچھ قتل کئے اور کچھ
قیدی بنائے اور وہیں پر ان کا بھائی مہاجر بن زیاد قتل کیا گیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ نے
ان کو سجستان پر عامل بنایا تو اللہ نے ان کو ترک پر غلبہ عطا فرمادیا اور سجستان پر حاکم
رہے، یہاں تک کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ حاکمِ کوفہ فوت ہو گئے تو معاویہ رضی اللہ
عنہ نے کوفے کا بصرہ سمیت زیاد کو حاکم بنادیا، دونوں عراق اس کیلئے جمع کر دیئے تو زیاد
نے ربیع بن زیاد حارثی رضی اللہ عنہ کو سجستان سے معزول کر کے سجستان عبیداللہ بن ابی
بکرہ کو دیدیا اور ربیع بن زیاد کو خراسان کی طرف بھیجدیا تو انھوں نے جنگِ بلخ لڑی (۱۳)

اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ربیع بن زیاد حارثی کو بھیجا تھا تو انہوں نے شیر جان کے ارد گرد کے علاقوں کو فتح اور بمّ اور اند غار والوں سے صلح کیا تو ان لوگوں نے کفر کیا اور عہد توڑا اس پر مجاشع بن مسعود نے ان علاقوں کو فتح کر لیا۔ (۱۴)

بحالتِ امارت حکام کی طرف رجوع: ان کی عادت تھی کہ زیاد کو کبھی بھی خط نہ لکھتے۔ مگر کسی نفع کے حصول یا نقصان کے دفع سے متعلق۔ زیاد فرماتے ہیں کہ میں نے ربیع بن زیاد کے خطوط جیسا کوئی نہیں پڑھا، انہوں نے کبھی نہیں لکھا بجز حصولِ نفع یا دفعِ نقصان سے متعلق۔ (۱۵)

چلتے لشکر میں ہوشیاری اور دور اندیشی: کسی چلتی جماعت میں کبھی ایسا نہ ہوا کہ ان کی سواری بازو والے کی سواری سے آگے بڑھ گئی ہو اور نہ اس کا گھٹنا پاس والے کے گھٹنے سے لگتا، زیاد فرماتے ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ چلتے لشکر میں ان کے جانور کا لگام میرے جانور کے لگام سے آگے بڑھا ہوا اور نہ ان کا گھٹنا میرے گھٹنے کو چھوتا۔ (۱۶)

علمی فضل و کمال: ابن حبیب نے بیان کیا ہے کہ زیاد نے ربیع بن زیاد کو لکھا کہ امیر المؤمنین نے مجھے لکھا ہے کہ میں آپ کو حکم دیتا ہوں کہ بیضاء (سفید) اور صفراء (زرد) کو چھوڑ دو، باقی کو تقسیم کردو تو انہوں نے ان کو جواباً لکھا کہ میں نے اللہ کی کتاب کو امیر المؤمنین کی کتاب (خط) سے پہلے دیکھ لیا ہے اور جلدی کر کے مالِ غنیمت کو غنیمت والوں میں تقسیم کر دیا اور خُمس کو الگ کر دیا پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ انہیں موت دیدے۔ چنانچہ ابھی سمیٹنے نہیں پائے تھے کہ فوت ہو گئے۔ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ قصہ ان کے علاوہ کسی کے بارے میں منقول ہے۔ (۱۷) اور ابن اثیر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ بات حکم بن عمرو غفاری نے کہی ہے۔ (۱۸)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کے چند واقعات:

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وفد کی شکل میں گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے ان کی عمر پوچھی انہوں نے فرمایا پینتالیس۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ

نے ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ان کو عامل برقرار رکھیں، یہ بات مبرد نے کامل میں
فرمائی ہے۔

۲- سلیمان بن بریدؒ کے طریق سے مروی ہے کہ ایک وفد والا حضرت عمر رضی
اللہ عنہ کے پاس آیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیسے آنا ہوا؟ اس نے کہا کہ اپنی قوم
قاصد بنکر آیا ہوں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مہاجرین، انصار اور وفدوں کو اجازت
دیدی تو وہ شخص آگے بڑھا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا تھوڑی دیر رُک جا
اس شخص نے کہا تو رک جائے امیر المؤمنین قسم اللہ کی! اس امت کی جو آپ کو حکمرا
دی گئی ہے کچھ نہیں، بجز ایک مصیبت کے جس کے ساتھ تم مبتلا کئے گئے ہو اور اگر ایک
بکری بھی فرات کے کنارے گم ہوجائے تو قیامت کے دن تم سے اس کے متعلق پو
ہوگی۔ راوی نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک طرف ہوکر روتے رہے پھر
اٹھا کر فرمایا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا ربیع بن زیاد۔

۳- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا مجھے ایسا شخص بتلاؤ
قوم میں امیر ہوتے ہوئے امیر نہ لگے اور جب امیر نہ ہو تو امیر لگے، ساتھیوں نے
عرض کیا ہمیں ربیع بن زیاد کے علاوہ کوئی نہیں سوجھتا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا
نے سچ کہا۔ یہ بات ابن کلبی نے بیان کی ہے، اور ان کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
ساتھ بہت سارے واقعات ہیں۔

بلوچستان میں ورود: آپ رضی اللہ عنہ کے بلوچستان کے کسی علاقے میں وارد ہو
سے متعلق کوئی صحیح روایت معتبرین فی الباب ابن اثیر جزری، ابن ابی حاتم رازی، ابن
عبدالبر نمری، ابن حجر عسقلانی، بلاذری اور حموی وغیرہ جیسوں سے میں نے نہیں پائی
بس صرف اتنا ہے کہ شیخ محمد اسحاق بھٹی نے لکھا ہے کہ ربیع بن زیاد حارثی مذحجی نے
کرمان اور مکران کے علاقوں میں جہاد کیا ہے۔ (۱۹) لیکن یہ محض ان کا دعوی ہے اس
اصحابِ فن سے کوئی نقل پیش نہیں کی ہے جبکہ خود شیخ محمد اسحاق بھٹی اس پائے

نہیں ہیں ۔ واللہ اعلم۔ اور ڈاکٹر عبدالرحمان براہوئی نے اپنے مقالے (۲۰) میں جناب محمد اسحاق بھٹی کی بات پر اعتماد کر کے من و عن اس کو نقل کردیا ہے، کوئی تبصرہ نہیں کیا۔

عمر اور وفات: ربیع بن زیاد جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس وفد کی شکل میں گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمر پوچھی۔ انہوں نے فرمایا پینتالیس سال اور زیاد کی طرف سے خراسان کا والی سنہ ۵۱ھ اکیاون ہجری میں بنا اپنی وفات تک، سبب وفات کے بارے میں دو قول ہیں پہلا وہ جو بیان ہوا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ چند واقعات کے ضمن میں (بعنوان علمی فضل و کمال) دوسرا اور یہی زیادہ صحیح ہے وہ یہ ہے کہ جب انہیں حجر بن عدی اور اس کے ساتھیوں کے قتل کی خبر پہنچی اور حجر اور اس کے ساتھیوں کا قتل سنہ ۵۱ھ اکیاون ہجری میں ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور کہا اے اللہ! اگر ربیع کیلئے تیرے ہاں کچھ ہے تو اس کی روح قبض کر لے اور جلدی کر لے۔ بس ابھی مجلس سے اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ فوت ہو گئے رضی اللہ عنہ۔ (۲۱) اور ان کے سن وفات کی تصریح علامہ بلاذری نے فرمائی ہے۔ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "جب انہیں حجر بن عدی کندی کے قتل کی خبر پہنچی تو اس خبر نے ان کو غمگین کردیا۔ اس پر موت کی دعاء کی تو اسی دن سے (اصلی حالت) سے گر گئے پھر مَر گئے۔ اور یہ سنہ ۵۳ھ (ترپین ہجری) کی بات ہے۔" (۲۲) علامہ بلاذری کی یہ عبارت اشارہ کرتی ہے کہ دعاء کے فوراً بعد فوت نہیں ہوئے، بلکہ اس دن سے نڈھال ہوئے اور عرصے کے بعد فوت ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلا قولِ جمہور ہونے کی بناء پر زیادہ راجح ہے۔

چند متعلقہ احوال: ۱- ان کا ایک پوتا تھا جس کو حارث بن زیاد بن ربیع کہا جاتا تھا۔ اس کے دور میں اس سے بڑا کوئی علم نجوم کا ماہر نہیں تھا نہ کوئی عربی نہ کوئی عجمی وہ ابو جعفر منصور کے ٹولے میں تھے اور موت سے بچنے کی کوشش میں بہت رہتے تھے۔ اسی لئے جو بات ستاروں معلوم ہوتی اسے بغور دیکھتے۔ (۲۳)

۲- اور ربیع بن زیاد پہلا وہ شخص ہے جس نے لشکر کو تناھد کا حکم دیا۔ (۲۴)
۳- اور حسن بصری ان سے خط و کتابت رکھتے تھے۔ (۲۵)

اور تناھد ماخوذ ہے۔ تناھد القوم سے جس کا معنی ہے قوم میں سے ہر ایک کا دوسرے کے برابر خرچہ نکالنا تاکہ اس سے غلہ خریدا جائے اور اسے مشترک طور پر کھایا جائے اور جو کچھ نکالکر جمع کیا جاتا ہے اسے نِھد کہا جاتا ہے۔ (۲۶)

دوسرا: حَکَم ابن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ

نام: حَکَم۔

کنیت: ابو عثمان اور کہا گیا ہے ابو عبد الملک۔

نسبت: ثقیف کی طرف نسبت کر کے ثقفی کہا جاتا ہے اور وہ بنو مالک کے قبیلہ سے ہے، جو کہ ثقیف کی ایک شاخ ہے اور ان کا شمار بصریین میں بھی ہوتا ہے۔ اس لئے ان کو بصری بھی کہا جاتا ہے۔ (۲۷)

نسب: حکم بن ابی العاص بن بشر (بشیر) بن عبد بن دھمان بن عبداللہ بن ھمام بن ابان بن یسار بن مالک بن حطیط بن جشم بن ثقیف بن قسی اور ان کی ماں کا نام فاطمہ بنت عبداللہ بن ربیعہ ہے۔ (۲۸) ابو عمر نے ان کا نسب بیان کرتے ہوئے بشیر یاء کے ساتھ کہا ہے لیکن درست بشر ہے (بغیر یاء کے)۔ (۲۹)

جائے سکونت: بصرہ میں اپنے بھائی عثمان کے ساتھ رہے اور وہیں وفات پائی۔ (۳۰)

صحابیت یا تابعیت: اپنے قبیلہ کے تمام افراد کے ساتھ ملکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ہی مشرف باسلام ہوئے اور حجتہ الوداع میں بھی موجود تھے اور ۴۴ھ (چوالیس ہجری) زندہ تھے، ان کے بھائی عثمان بن ابی العاص کی صحابیت میں کوئی اختلاف نہیں ہے لیکن ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے، ذہبی اور ابن اثیر رحمھما اللہ تعالیٰ ـ

ان کی صحابیت کی شہادت دی ہے۔ (۳۱)

روایتِ حدیث: ان کی روایتیں مرفوع ہیں ان سے معاویہ بن قرۃ نے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ان کی حدیثیں مرسل ہیں۔ (۳۲)

فضیلت اور پرہیز گاری: آپ رضی اللہ عنہ پرہیز گار محدث، دیانتدار تاجر، ہشیار امیر، مضبوط گرفت بہادر، بہت ساری فتوحات کے فاتح تھے۔ (۳۳)

قتال اور امارت: آپ بحرین کے امیر تھے اور یہ یوں ہوا کہ ان کے بھائی عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عمان اور بحرین کا والی بنایا تو انہوں نے اپنے بھائی حکم کو بحرین بھیجدیا۔ مدائنی نے فرمایا ہے کہ واقعہ مسلمانوں پر کٹھن تھا اور ان کا امیر حکم ابن ابی العاص کو بنادیا۔ (۳۴) اسی طرح ان کا بھائی عثمان جب طائف پر مقرر تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اپنے بھائی کو قائم مقام کر کے آجاؤ، عثمان رضی اللہ عنہ اور حکم رضی اللہ عنہ نے سنہ انیس یا بیس میں عراق اور ایران میں بہت ساری فتوحات کی ہیں، (۳۵) انہوں نے اپنے بھائی عثمان بن ابی العاص کی قیادت میں ۱۵ھ (پندرہ ہجری) میں ہندوستان کے تھانہ اور بھڑانچ میں فاتحانہ قتال کیا، ان کے بھائی نے ان کو مکران بلوچستان کے قتال کیلئے لشکر کا امیر بنا کر بھیجا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عظیم عطا فرمائی (۳۶)

چند احوال: ۱۔ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف کا والی بنایا تھا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت تک اس پر برقرار تھے، پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو مسلمانوں کے مشورہ سے بہتری اسی میں دیکھی کہ ان کو بحرین اور عمان کا والی بنائیں لیکن فرمایا "عمر ایسے شخص کو ایسی جگہ سے کیسے معزول کرے جسے اس جگہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بنفس نفیس

والی مقرر فرمایا۔" پھر لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مشورہ دیا کہ ان سے کہیں کہ وہ اپنی طرف سے کسی شخص کو طائف پر والی بنائے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ آجائیں اور اپنی جگہ اپنے بھائی کو نائب کریں تو آگئے اور اپنے بھائی حکم بن ابی العاص ثقفی کو اپنی جگہ طائف پر نائب کردیا۔ (۳۷)

۲۔ حکم بن ابی العاص حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ قیدی شہرک مقام سے لے آئے تو عمر رضی اللہ عنہ نے عثمان کو حکم فرمایا کہ ان کا ختنہ کردے اور مہلب کے والد ابو صفرہ بھی حاضر تھے کہنے لگے میں بھی انہی جیسا ہوں تو ان کا بھی ختنہ کیا گیا جبکہ یہ بوڑھے تھے اور ان کی بیوی کا بھی ختنہ کیا گیا جو کہ بوڑھی تھی اور زیادا عجم نے اس کے بارے میں شعر کہا ہے (۳۸)

۳۔ حکم بن ابی العاص نے فرمایا کہ مجھ سے عمر بن الخطاب نے فرمایا کہ میرے پاس یتیموں کا کچھ مال ہے لگتا ہے کہ صدقہ (نکلتے، نکلتے) ان کو ختم کردے گا، کیا تمہارے پاس سوداگری (تجارت) کی کوئی صورت ہے۔ فرماتے ہیں میں نے کہا جی ہاں فرماتے ہیں پس مجھے دس ہزار دے دیئے میں وہ لے کر جتنا اللہ کو منظور تھا غائب رہا پھر ان کے پاس لوٹ آیا تو پوچھا ہمارے مال کا کیا ہوا؟ میں نے کہا وہ یہ رہا، ایک لاکھ کو پہنچ گیا۔ اس کی تخریج تینوں ائمتہ الحدیث نے فرمائی ہے، ابن مندہ فرماتے ہیں کہ جنہوں نے ان کو مال دیا وہ عمران بن حصین تھے لیکن یہ وہم ہے درست یہ ہے کہ مال دینے والے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ہیں۔ (۳۹)

بلوچستان میں ورود: عثمان بن ابی العاص نے ان کی امارت میں مکران بلوچستان کی طرف ایک لشکر روانہ فرمایا تو اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عظیم عطاء فرمائی۔ (۴۰)

وفات: حکم بن ابی العاص ثقفی رضی اللہ عنہ نے بصرہ میں سنہ ۴۵ھ (پینتالیس ہجری) میں وفات پائی۔

بتیسرا: حکَم بن عمرو بن مُجَدّع ثعلبی غفاری رضی اللہ عنہ

نام: حَکَم

کنیت: ابن عمر اور اخو رافع (ابن عمرو)۔

نسبت: وہ اور ان کے بھائی رافع بن عمرو کو ثعلب اور غفار کی طرف نسبت کر کے دونوں کیلئے ثعلبی اور غفاری کہا جاتا ہے۔ ان پر یہ نسبت غفار کی طرف کر کے غالب (مشہور) ہوگیا ہے جبکہ نسبت کے ماہرین اس سے منع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ دونوں غفار بن ملیک کے بھائی نعیلہ بن ملیک (کی اولاد) میں سے ہیں۔

نسب: حکم بن عمرو بن مجدع (میم کے پیش، جیم کے زبر اور دال خالی شد والے کے ساتھ اور آخر میں عین ہے، یہ امیر ابو نصر نے کہا ہے) بن جذیم بن حرث بن نعیلہ بن ملیک بن ضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ ثعلبی غفاری۔

جائے سکونت: آپ رضی اللہ عنہ ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک پھر بصرہ میں رہنے لگے۔

صحابیت: آپ رضی اللہ عنہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہے بغیر کسی اختلاف کے۔

فضیلت اور پرہیز گاری: آپ جلیل القدر صحابی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک ہمیشہ ساتھ رہنے والے تھے اور دنیا سے بے رغبت، پرہیز گار، دین کی سمجھ رکھنے والے دیندار، دور اندیش امیر، اللہ کی راہ میں قتال کرنے والے، عظیم فاتح تھے۔

روایتِ حدیث: آپ رضی اللہ عنہ کی روایتیں مرفوع ہیں، ان سے حسن، ابن سیرین، عَبداللہ بن صامت، ابو شعثاء، دلجتہ بن قیس اور ابو حاجب وغیرہ نے روایت کی ہے۔

قتال اور امارت: زیاد بن ابیہ نے ان کو بغیر ان کی ولایت کے ارادہ کئے (یعنی زیا
نے ان کا ارادہ نہں کیا بلکہ غیر ارادی طور پر) خراسان کا عامل بنایا، وہ اس طرح کہ زیا
نے آدمی بھیجا حکم کو بلانے کیلئے، قاصد گیا اور غلطی سے حکم بن عمرو کو حاضر کرلیا جب
زیاد نے ان کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص تو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہے او
ان کو وہاں پر عامل مقرر فرمادیا۔ انہوں نے کفار سے جہاد کیا تو بہت ساری غنیمتیں
حاصل کیں۔ (۴۱) اور کہا گیا ہے کہ زیاد نے ان کو بصرہ پر عامل بنایا لیکن یہ غیر صحیح
ہے اس لئے کہ حکم زیاد کی طرف سے کبھی بھی بصرہ کا والی نہیں بنا۔ (۴۲) حضرت عم
رضی اللہ عنہ نے سنہ **۲۳ھ میں ان کو** ایک لشکر کے اندر مکران کی طرف بھیجا انہوں نے
وہاں قتال کر کے فتحِ عظیم حاصل **کی**، اسی لئے وہ مکران بلوچستان کے فاتحین میں سے شما
کئے جاتے ہیں اور اس بارے میں ان کے اشعار بھی ہیں۔ (۴۳) اور ان کے اشعار سے
یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے مہران (سندھ) کو بھی فتح کیا ہے۔

چند احوال: ۱- زیاد بن ابیہ کی جانب سے خراسان کے عامل تھے ان کو غیر ارادی طور پ
وہاں کا عامل بنایا تھا، جیسے کہ "قتال اور امارت" کے عنوان کے تحت یہ بات گزر چکی
ہے۔

۲- حکم بن عمرو نے کافروں سے جہاد کیا، بہت **ساری** غنیمت ہاتھ **کی** تو زیاد نے
ان کی طرف لکھا کہ امیر المومنین یعنی معاویہ رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے کہ ان کے لئے
صفراء (زرد) اور بیضاء (سفید) کو الگ کرلے۔ لہٰذا لوگوں میں **سونا چاندی** تقسیم نہیں
کر، اس پر حکم نے ان کو جواب لکھا کہ "آپ نے جو امیر المومنین کے خط کے بارے
میں ذکر کیا ہے وہ مجھ تک پہنچ گیا اور تحقیق میں نے تو اللہ کی کتاب کو امیر المومنین کی
کتاب (خط) سے پہلے پالیا ہے اور تحقیق اللہ کی قسم اگر آسمان اور زمین کسی بندے پر بند
ہوجائیں پھر وہ اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو اللہ اس کے لئے نکلنے کا راستہ بنادیتے ہیں
والسلام۔" اور مالِ غنیمت کو لوگوں میں تقسیم فرمایا۔

۳- اور حکم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللھم ان کان لی عندک خیر فاقبضنی الیک اے اللہ! اگر میرے لئے آپ کے ہاں بھلائی ہے تو میرے روح کو اپنی طرف قبض کر لیجئے۔ چنانچہ خراسان کے علاقہ مرو میں سنہ ۵۰ ہجری کو رحلت فرما گئے (۴۴)

۴- حکم رضی اللہ عنہ جب خراسان کے والی بنے تو عمران بن حصین ان سے دار الامارۃ میں لوگوں کے درمیان ملے اور کہا، کیا تو جانتا ہے کس لیۓ میں تیرے پاس آیا ہوں؟ کیا تجھے یاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس شخص کی خبر پہنچی جس سے اس کے امیر نے کہا کھڑے ہو کر آگ میں گر۔ پس وہ شخص کھڑا ہوا اس میں گرنے کے لئے، لیکن سمجھ کر فی الفور رُک گیا۔ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر وہ آگ میں گر جاتا تو (جہنم کی) آگ میں داخل ہو جاتا۔ پھر کہا خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی کبھی نہیں ماننی۔ (حکم رضی اللہ عنہ نے) کہا بلیٰ کیوں نہیں معلوم ہے۔

اس شخص نے کہا میرا ارادہ یہی تھا کہ تجھے یہ حدیث یاد دلادوں، اور کہا گیا ہے کہ حکم نے یہ عمران سے کہا، لیکن پہلا قول اصح اور اکثر ہے، اس کی تخریج تینوں (ائمتہ الحدیث) نے کی ہے (۴۵)

بلوچستان میں ورود: حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مکران، بلوچستان میں تشریف لائے، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو سنہ ۲۳ ہجری میں امیر الجیش مقرر فرما کر روانہ کیا تھا اور انہوں نے عظیم فتح حاصل کی، اس لئے وہ مکران بلوچستان کے فاتحین میں سے ہیں (۴۶) ان کے اس بارے میں مشہور اشعار ہیں۔

وفات: حکم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: اے اللہ! اگر میرے لئے آپ کے ہاں خیر ہے تو مجھے اپنی طرف قبض کر لیجئے۔ پس خراسان میں مرو کے اندر فوت ہو گئے اور جب وفات کا وقت ہوا تو اپنا جانشین انس بن ابی اناس کو مقرر فرمایا۔ (۴۷)

چوتھا: عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اموی انصاری رضی اللہ تعالیٰ

نام: عبداللہ۔

کنیت: ابن عبداللہ۔

نسبت: ان کا تعلق انصار کے قبیلۂ بنی جلد کے ساتھ تھا (۴۸) اس لئے ان کو انصا
کہا جاتا ہے اور ان کو اموی بھی کہا جاتا ہے اور وہ انصار کے بنوحبلی کے حلیف تھے۔(ا

نسب: عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان اموی، انصاری

صحابیت: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ یہ حافظ ابو موسیٰ نے
سند کے ساتھ حافظ ابو شیخ سے روایت کی ہے۔ فرماتے ہیں تاریخ والوں نے کہا :
عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے تھے۔ (۵۰)

فضیلت اور پرہیز گاری: دلیر، بہادر، اشرافِ صحابہ اور سردارانِ انصار (۵۱)
تھے۔ لڑائی کے اندر میدان میں نکل کر نعرہ لگانے والے مجاہد، دور اندیش منتظم تھے

روایتِ حدیث: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیثیں روایت کی ہیں ز
کی حدیثیں مرفوع ہیں۔ (۵۲)

قتال، امارت اور ان کے چند واقعات: ۱- آپ رضی اللہ عنہ نصیبین پر عامل
اور یہ یوں ہوا کہ عمر رضی اللہ عنہٗ نے سعد بن ابی وقاص کو لکھا کہ عبداللہ بن عبداللہ
عتبان کو نصیبین لے چلو اور اسی طرح سعد رضی اللہ عنہ جب حضرت عمر رضی اللہ
کے پاس گئے تو ان کو اپنی جگہ پر مقرر کر گئے پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کردیا تو عبداللہ کو ان کے کام پر کوفہ میں برقرار رکھا ا
سنہ ۲۱ ہجری میں ہوا۔

۲- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عبداللہ کو اصبہان پر سردار بن

وہاں داخل ہوئے، ان کی فوج کے اگلے دستے پر عبداللہ بن ورقاء رباحی تھے، انہوں نے فارسیوں کے مقدم (قوماندان) کو قتل کردیا، پھر ان سے صلح کرلی (۵۳)

۳- اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے مسلمانوں اور اہل جی کے مابین صلحنامہ لکھا (۵۴)

۴- اور یہی وہ شخص ہیں جنہوں نے ایران کے مشرقی علاقوں اور ہندوستان کی سرحدات میں اسلامی فتوحات کی ابتداء کی (۵۵)

۵- اور انہوں نے کرمان میں سہل بن عدی کے لشکر کے ساتھ ملکر جہاد کیا، اس میں مسلمانوں نے سنہ ۲۳ ہجری میں کرمانیوں پر حملہ کیا تو کرمانیوں کی مدد کے لئے قفص کے پہاڑوں سے بلوچ نکل آئے لیکن سب کو کٹھے شکست ہوگئی (۵۶)

بلوچستان میں ورود: عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان سنہ ۲۳ ہجری میں اپنے لشکر کے ساتھ مکران کے قتال میں آئے، حکم بن عمرو ثعلبی غفاری کے لشکر کی مدد کے لئے، پس س طرح یہ مکران کے فاتحین میں داخل ہوگئے۔ (۵۷)

پانچواں: سہل بن عدی خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ

نام: سہل اور کہا گیا ہے کہ سہیل ہے پہلا یعنی بغیر یاء کے زیادہ صحیح ہے۔ (۵۸)

کنیت: ابن عدی۔

نسبت: خزرجی، انصاری، پہلا ان کے جدِ اعلیٰ خزرج کی طرف نسبت ہے اور دوسرا نصار کی طرف نسبت ہے۔ ان کو ازدی اور اشہلی بھی کہا جاتا ہے، پہلا قبیلۂ ازد کی لرف نسبت ہے، اس لئے کہ وہ اس قبیلے کے تھے اور دوسرا بنی اشہل کی طرف نسبت ہے۔

نسب: سہل بن عدی بن مالک بن حرام بن خدیج بن معاویہ بن عوف بن خزرج خزرجی، نصاری، ازدی، اشہلی۔

صحابیت، فضیلت، پرہیزگاری اور قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود:
آپؓ جلیل القدر صحابی، غزوۂ احد کے غازیوں میں سے تھے، ایسا ہی فرمایا ابن اثیر رحمہ اللہ نے، آپ اور آپ کے تین بھائی ثابت بن عدی، حارث بن عدی، عبدالرحمن بن عدی غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ (۵۹) اور آپ رضی اللہ عنہ بلوچستان کے بعض علاقوں کے فاتح تھے، تاریخ طبری میں اسی طرح ہے۔ (۶۰) آپ سنہ ۱۷ہجری (۶۴۷ء) میں جزیرہ کے خلاف لشکر اسلام کے قائد تھے۔

چھٹا: شہاب بن مخارق تمیمی مازنی رضی اللہ عنہ

نام: شہاب۔

کنیت: ابن مخارق۔

نسبت: تمیمی، مازنی، پہلا بنی تمیم کی طرف نسبت ہے، اس لئے کہ آپ رضی اللہ عنہ جندب عنبر بن تمیم کے قبیلہ سے تھے اور دوسرا بنی مازن کی طرف نسبت ہے۔ (۶۱)

نسب: شہاب بن مخارق بن شہاب بن قیس۔

فضیلت اور پرہیزگاری: آپؓ مدرک تھے (اور مدرک وہ شخص ہوتا ہے جس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پالیا ہو، اگرچہ اسلام بعد میں لایا ہو۔) آپ فاتح تھے، بلوچستان کے غازیوں میں سے تھے اور آپ کے والد مشہور شاعر صحابی تھے۔ (۶۲)

قتال اور بلوچستان میں ورود: آپؓ سنہ ۲۳ہجری میں مکران کے مقاتلین میں سے حکم بن عمرو ثعلبی کی نصرت کے لئے تشریف لائے اور آپ رضی اللہ عنہ نے ایران میں بڑی فتوحات کیں۔ (۶۳)

ساتواں: صحار بن عیاش عبدی رضی اللہ عنہ

نام: صحار۔

کنیت: ابن عیاش اور بعض نے ابن عباس کہا ہے اور بعض نے ابن صخر کہا ہے اور ان کو ابو عبدالرحمان اور ابو جعفر بھی کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں آپ کے بیٹے اور آپ سے راوی ہیں۔

نسبت: عبدی، دیلی، دونوں دادوں کی طرف نسبتیں ہیں، اس لیے کہ آپ رضی اللہ عنہ بنی ظفر ابن دیل میں سے تھے جو کہ بحرین میں قبیلہ بنی عبدالقیس کی شاخ ہے۔

نسب: صحار بن عیاش اور بعض نے کہا ہے عباس اور بعض نے کہا ہے صحار بن صخر بن شراحیل بن منقذ بن حارثتہ از قبیلۂ بنی ظفر بن دیل بن عمرو بن ودیعہ بن لکیز بن افصی بن عبدالقیس عبدی دیلی (۶۴)

صحابیت: آپؓ صحابی ہیں، آپ کی روایتیں مرفوع ہیں، آپ سے آپ کے دو بیٹوں عبدالرحمان اور جعفر نے روایت کی ہے اور منصور بن ابی منصور نے، آپ رضی اللہ عنہ سنہ ۸ ہجری میں مشرف باسلام ہوئے۔

فضیلت اور پرہیز گاری: آپ جلیل القدر صحابی، دور اندیش، ذہین منتظم، مجاہد، جغرافی دان، مدینے میں علاقوں کے نقشے بنانے کے ماہر تھے، آپ رضی اللہ عنہ وفد کے ہمراہ حجر سے آئے تھے (۶۵) اور آپ رضی اللہ عنہ بڑے نسب دان تھے۔ (۶۶)

قتال اور بلوچستان میں ورود: آپ رضی اللہ عنہ نے سنہ ۲۳ ہجری میں حکم بن عمرو ثعلبی کی فوج میں شامل ہو کر مکران میں قتال کیا اور حکم بن عمرو ثعلبی نے فتح کی بشارت آپ رضی اللہ عنہ ہی کے ہاتھ بھیجی اور خلیفہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مزید پیش قدمی کی اجازت طلب کی، مگر خلیفہ نے صحار عبدی سے ملکی حالات معلوم کرنے پر

اجازت نہیں دی۔

چند احوال: ۱- آپ رضی اللہ عنہ ناصبی تھے یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامیوں میں سے تھے۔

۲- آپ رضی اللہ عنہ بڑے فصیح، بلیغ اور نسب ناموں کے ماہر تھے، ابن ندیم نے آپ کی کتاب الامثال کا ذکر کیا ہے۔

۳- جب وفد عبدالقیس کے ساتھ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میوہ جات سے کشید کردہ مشروبات کے بارے میں سوال کرتے ہوئے کہا ہم پھلوں سے شراب بناتے ہیں، کیا حکم ہے؟ اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے۔ اس نے تین مرتبہ سوال کو دھرایا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر مرتبہ خاموش رہے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد فرمایا، نشے کے متعلق سوال کرنے والا کون ہے اور فرمایا نہ تو اسے خود پیؤ اور نہ ہی اپنے کسی بھائی کو پلاؤ۔ اللہ کی قسم! جس نے اسے جھومنے اور مزے لینے کے لئے پیا قیامت کے دن اللہ اسے شراب پینے اور پلانے والے کا عذاب دے گا یا جیسے آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا: (٦٧)

۴- ابن اثیر نے اسد الغابہ فی معرفتہ الصحابتہ میں فرمایا ہے، خبر دی ہم کو ابوالفضل منصور ابن ابوالحسن ابن ابی عبداللہ طبری فقیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ ابو یعلی موصلی تک انہوں نے فرمایا کہ حدیث بتلائی ہم کو قواریری نے انہوں نے فرمایا کہ حدیث بتلائی ہم کو عبدالاعلی نے انہوں نے فرمایا کہ حدیث بتلائی ہم کو سعید بن ایاس حریری نے یزید بن عبداللہ بن شخیر سے انہوں نے عبدالرحمن بن صحار عبدی سے انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ بنی فلاں سے کچھ قبائل کو دھنسا نہ دیا جائے تو میں پہچان گیا کہ بنی فلاں عرب میں سے ہیں اس لئے کہ عجم اپنے علاقوں کی طرف نسبت کیئے جاتے ہیں، اسے ابن مندہ اور ابو نعیم نے ذکر کیا ہے (٦٨)

وفات: آپ رضی اللہ عنہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے دور میں بصرہ کے اندر وفات پا گئے۔

آٹھواں: عاصم بن عمرو تمیمی رضی اللہ عنہ

نام: عاصم۔

کنیت: ابن عمرو۔

نسبت: تمیمی، بنی تمیم کی طرف نسبت ہے۔

نسب: عاصم بن عمرو اور وہ قعقاع بن عمرو تمیمی کے بھائی ہیں۔

صحابیت اور روایت حدیث: حضرت عاصم صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے تھے، اسی طرح فرمایا ہے سیف نے فتوح میں اور ابو عمر نے کہا ہے کہ حدیث والوں کے ہاں اس کی صحبت صحیح ثابت ہے اور نہ روایت۔ (۶۹)

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ رضی اللہ عنہ بقولِ بعض صحابی تھے، آپ کے اور آپ کے بھائی کے قادسیہ میں قابلِ مدح کارنامے اور خوب آزمائشیں تھیں (۷۰) آپ بہادر، لشکر کے امیر تھے اور بہت بڑے فاتح تھے۔

قتال: آپ رضی اللہ عنہ نے عراق میں قتال کیا اور عراقی فتوحات کے بارے میں آپ کے بہت سارے اشعار ہیں اور آپ نے سجستان اور ہلمند کو فتح کیا اور مکران، خاران بلوچستان اور وادی سندھ میں جہاد کیا۔ (۷۱)

بلوچستان میں ورود: مکران بلوچستان اور خاران بلوچستان میں غازی ہو کر وارد ہوئے اور وادی سندھ میں بھی جہاد کیا۔ (۷۲)

چند احوال: ۱- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کچھ جھنڈے اس کے ساتھ بھیجے جو سہیل بن عدی کے ساتھ والی ہوئے تھے تو اس نے سجستان کا جھنڈا عاصم بن عمرو تمیمی کو دے

دیا۔

۲- آپؓ شاعر تھے، عراقی فتوحات کے بارے میں آپ کے بہت سے اشعار ہیں۔

۳- آپؓ اور آپ کے بھائی قعقاع بن عمرو تمیمی کے قادسیہ میں اچھے کارنامے اور عمدہ آزمائشیں ہیں۔ (۷۳)

نواں: عبداللہ بن عمیر اشجعی رضی اللہ عنہ

نام: عبداللہ۔

کنیت: ابن عمیر۔

نسبت: اشجعی، یہ بظاہر بنو اشجع کی طرف نسبت ہے۔ واللہ اعلم۔

نسب: عبداللہ بن عمیر۔

صحابیت اور روایتِ حدیث: ان کو صحبتِ رسول علیہ السلام حاصل ہے، ان کا شمار اہلِ مدینہ میں ہے، ان کی روایت مرفوع ہے، ان سے وقدان نے روایت کی ہے۔ (۷۴) ان سے فتن کے بارے میں مرفوع روایت ہے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم پر کوئی باغی بغاوت کرے تو اسے قتل کردو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایک کا بھی استثناء نہیں فرمایا۔ تینوں ائمۃ الحدیث نے اس کو بیان کیا ہے۔ (۷۵) اور ابن مندہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث غریب ہے۔ (۷۶)

قتال، بلوچستان میں ورود اور وفات: آپ رضی اللہ عنہ سنہ ۲۳ھ (تیئیس ہجری) میں فوجی معرکوں میں شریک تھے تو بلادِ سندھ کی فتوحات میں شریک ہوئے جن سے مکران اور خاران بھی تھے جو کہ آج کل بلوچستان میں ہیں اور وہیں پر آپ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔ (۷۷)

دسواں: نسیر بن وسیم عجلی رضی اللہ عنہ

نام: نسیر۔

کنیت: ابن وسیم۔

نسبت: عجلی۔ اس لئے کہ آپ بنی عجل میں سے تھے، یہ شاخ ہے بنی بکر بن وائل کی بحرین میں۔

نسبت: نسیر بن وسیم بن عریکہ بن محلم بن ہلال بن ربیعہ بن عجل بن صعب بن علی بن بکر بن وائل۔

صحابیت: آپ رضی اللہ عنہ مخضرمین میں سے تھے، مخضرم وہ ہوتا ہے جس نے جاہلیت ور اسلام دونوں زمانوں کو پایا ہو لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض حاصل نہ کیا ہو۔

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ رضی اللہ عنہ بڑے بہادر تھے۔ یہاں تک کہ آپؓ بہادری میں ضرب المثل تھے، چنانچہ کہا جاتا ہے: "بحرین قلعتہ النسیر" (اصل عبارت سامنے نہ ہونے کی وجہ سے اس مثل کا صحیح مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ بظاہر ترجمہ یہ ہے کہ بحرین کا قلعہ نسیر ہے۔ واللہ اعلم)

قتال اور بلوچستان میں ورود: آپ رضی اللہ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں قتالِ مرتدین میں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور میں اسلامی فتوحات میں شریک رہے اور اس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور بلوچستان کے بعض علاقوں میں فاتح بن کر جہاد کیا اور اس میں آپ مقدمتہ الجیش کے امیر رہے۔ (۷۸)

گیارہواں: عبیداللہ بن معمر بن عثمان قرشی تیمی رضی اللہ عنہ

نام: عبیداللہ۔

کنیت: ابو عمر اور ابو معاذ، دونوں آپ کے بیٹے تھے۔

نسبت: قرشی، قریش کی طرف نسبت ہے اور تیمی آپ کے دادوں میں سے ایک دادے کی طرف نسبت ہے۔

نسب: عبیداللہ بن معمر بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی (۷۹)

صحابیت: آپ کا شمار اہلِ مدینہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے صحابی ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ابن مندہ نے یوں ہی فرمایا ہے جبکہ اس پر سب نے اتفاق کیا ہے کہ آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا ہے چنانچہ کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر دس سال تھی، اس روایت کی بنا پر ان کی صحابیت کا قول کرنا اور یہ کہ آپ نو عمر صحابہ میں سے تھے، غلط ہے۔ اس لئے کہ ایسے پر یہ نہیں بولا جاتا کہ وہ صحبت میں رہا بلکہ یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے دیکھا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور وہ لڑکے تھے، اور کہا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر بیس یا اکیس سال تھی۔ اس قول کی بنا پر آپ رضی اللہ عنہ بلاشبہ صحابی ہیں اور ابو موسی فرماتے ہیں مستغفری نے کہا ہے کہ یحی بن یونس نے ان کو ذکر کیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ ان کو صحبت حاصل ہے یا نہیں (۸۰)

روایت حدیث: کہا گیا ہے کہ ان کی روایتیں مرفوع ہیں اور کہا گیا ہے کہ مرسل ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے اور عمر، عثمان، طلحہ رضی اللہ عنھم سے اور آپ سے عروہ بن زبیر، محمد بن سیرین اور آپ کے بیٹے عمر

رضی اللہ عنھم اجمعین نے روایت کی ہے۔

فضیلت اور پرہیزگاری: آپ رضی اللہ عنہ فاتح مجاہد، منتظم حکمران، دور اندیش امیر تھے۔

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: آپ نے مکران اور ایران میں قتال کیا اور ایران کے علاقے اصطخر میں قتل کئے گئے جبکہ ان دنوں آپ قوم کے امیر تھے اور آپؓ نے مکران کے بہت سارے علاقوں پر دریائے سندھ تک قبضہ کیا اور آپ بصرہ میں والی رہے، آپؓ سنہ ۲۹ (انتیس ہجری) میں مکران میں وارد ہوئے، آپؓ کو حضرت عثمانؓ نے امیر بنا کر مکران روانہ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں عظیم فتوحات نصیب فرمائیں، آپؓ مکران کے امیر تھے، جب آپ کو مکران سے فارس بھیجا گیا تو آپ نے مکران میں اپنی جگہ عمیر بن عثمان بن سعد کو معین فرمایا۔ (۸۱)

چند احوال: ۱۔ عبیداللہ بن معمر آپؓ ہی رفق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے راوی ہیں کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "ما اعطی اهل بیت الرفق الا نفعهم ولا منعوه الاضرهم" (۸۲) کسی گھر والوں کو رفق (نرمی کا برتاؤ کرنا) نہیں دیا گیا، مگر اس نے ان کو نفع دیا اور نہیں روکا گیا ان سے وہ (رفق) مگر اس نے ان کو نقصان دیا۔ اس کی تخریج تینوں ائمۃ الحدیث اور ابن ابی عاصم اور بغوی نے از طریق حماد بن سلمتہ عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عبیداللہ بن معمر کی ہے، بغوی فرماتے ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے علاوہ کسی نے روایت کی ہے اور ہشام سے سوائے حماد کے کسی نے روایت کی ہو اور ابو حاتم رازی نے مسانیدِ وحدان میں اس روایت کو معلل قرار دیا ہے اور محدثین نے فرمایا ہے یہ وہ حدیث ہے جو عبیداللہ بن معمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مسند روایت کی ہے، لیکن یہ وہم ہے، ان کا ارادہ تو حماد بن سلمتہ عن ھشام بن عروہ سے ان کی حدیث عن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن معمر ہے اور وہ ابو طوالہ ہے، وہ اس کو ضبط نہ

کرسکا اور اس میں وہم کیا اور اس کو ابو معاویہ نے ھشام بن عروہ سے روایت کر کے اس کی علت ظاہر کردی۔ (۸۳) اور بخاری نے ایوب عن ابن سیرین عن عبیداللہ بن معمر کے طریق سے روایت بیان کی ہے اور وہ ان کی اچھی تعریف کرتے تھے۔

۲- اور ابن عون عن محمد کے طریق سے بیان کیا ہے کہ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے جمعہ کے دن اپنے دونوں ہاتھ/اپنے ہاتھ کو بلند کیا یعنی خطبہ دیتے ہوئے۔

۳- اور ابو جعفر دقیقی کے فوائد میں از طریق------ابن سجاح ہے اس نے کہا عبیداللہ بن معمر نے ابن عمر کو خط لکھا جب وہ فارس میں ایک لشکر کے امیر تھے، ہم اپنے دشمن پر جمے ہوئے ہیں جبکہ ہمیں سات سال ہو چکے ہیں اور ہمیں اولاد بھی ہوئی ہے تو ہماری نمازیں کتنی رکعات ہوں گی تو آپ رضی نے ان کو لکھا کہ تمہاری نمازیں دو رکعتیں ہیں اور ابن حجر نے اصابہ میں فرمایا ہے یہ دو قصے لگتے یوں ہیں کہ یہ دونوں عبیداللہ بن اخی صاحب الترجمہ والے کے ہوں اور یہ وہی ہیں جن سے ابو نصر نے خط و کتابت کی تھی اور ابن ابی ادفی نے ان کو لکھا تھا۔ (۸۴)

۴- اور معجم الشعراء میں مرزبانی نے ان کے چند اشعار لکھے ہیں جو کہ انہوں نے معاویہ کیلئے کہے تھے۔

اذا انت لم ترخ الازار تكرما - على الكلمة العوراء من كل جانب
فمن ذا الذی نرجوا لحقن دمائنا - ومن ذا الذی نرجو لحمل النوائب (۸۵)

ترجمہ: جب آپ قبیح بات پر اپنی شرافت سے اطمینان کا اظہار نہیں فرمائیں گے تو پھر کون ہے جس سے ہم اپنے جان کی حفاظت کی امید رکھیں اور کون ہے جس سے ہم اپنے حوادثات (مالیہ) کو برداشت کرنے کی امید رکھیں۔

ابن حجر فرماتے ہیں کہ زبیر کے کلام سے یوں لگتا ہے کہ یہ شعر اس کے بھتیجے عبیداللہ بن عبداللہ بن معمر کے ہیں۔ (۸۶)

۵- ان کے بیٹے عمر بن عبیداللہ بن معمر قریش کے سخیوں میں سے ایک تھے۔ (۸۷)

۶- زبیر نے بکار عن عثمان بن عبدالرحمن سے بیان کیا ہے کہ عبیداللہ بن معمر

اور عبداللہ بن عامر بن کریز نے عمر بن الخطاب سے کچھ قیدی غلام خریدے تو ان کی قیمت سے اسی ہزار درہم ان پر بچے رہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں حکم صادر فرمایا ان کو پکڑا گیا پھر ان کے درمیان فیصلہ طلحہ بن عبیداللہ نے کیا۔ (۸۸)

ولادت اور وفات: سنہ۲۹ (انتیس ہجری) میں چالیس سال کی عمر میں ایران کے علاقے اصطخر میں ابن عامر کے ساتھ شہید ہوئے، جیساکہ بلاذری نے فرمایا ہے کہ مجھے بات بتلائی عباس بن ہشام نے اپنے باپ سے اس نے ابومخنف سے اس نے فرمایاکہ ابن عامر اصطخر کی جانب گئے اور اپنے مقدمہ پر عبیداللہ بن معمر تیمی کو (امیر بناکر) بھیجا تو اصطخریوں نے آگے نکل کر مقام راجرد میں ان کا سامنا کیا، اس نے ان کے ساتھ قتال کیا تو انہوں نے ان کو قتل کردیا، چنانچہ راجرد کے کسی باغ میں ان کو دفن کردیا گیا اور ابن عامر کو اطلاع پہنچی تو وہ تیزی سے آگے بڑھے اور ان کے ساتھ مقابلہ کیا، ابن عامر کے لشکر کے میمنہ پر ابو برزہ نضلہ بن عبداللہ اسلمی امیر تھے اور میسرہ پر معقل بن یسار مزنی تھے اور گھوڑسواروں پر عمران بن حصین خزاعی تھے اور پیادوں پر خالد بن معمر ذہلی تھے، چنانچہ ابن عامر نے ان سے قتال کر کے ان کو شکست دی یہاں تک کہ ان کو اصطخر میں داخل کردیا اور اللہ تعالیٰ نے جنگ کے ذریعہ اسے فتح کردیا۔ اس نے تقریباً ایک لاکھ افراد اس میں قتل کردیئے اور جرد میں ایک مکان میں آئے جو کہ ٹوٹا پھوٹا تھا اس کو بھی فتح کردیا پھر کرمان کی طرف چلے گئے۔ (۸۹) اس روایت کی بنا پر کہا گیا ہے کہ ان کی عمر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت بیس یا اکیس سال تھی۔ (۹۰)

بارہواں: عمیر بن عثمان بن سعد رضی اللہ عنہ

نام: عمیر۔

کنیت: ابن عثمان۔

نسب: عمیر بن عثمان بن سعد رضی اللہ عنہ (۹۱)

صحابیت: طبری اور ابن اثیر نے تصریح کی ہے کہ آپ صحابی تھے، یونہی فرمایا ہے قاضی اطہر مبارکپوری رحمہ اللہ تعالیٰ نے۔ (۹۲)

امارت اور بلوچستان میں ورود: جب عبیداللہ بن معمر فارس پر والی بنے تو عثمان رضی اللہ عنہ نے عمیر بن عثمان بن سعد کو مکران پر امیر بنایا اور یہ سنہ ۲۹ھ (انتیس ہجری) میں

تنبیہ: قاضی اطہر مبارکپوری نے یہاں ایک بات کہی ہے، جسے ڈاکٹر عبدالرحمان براہوی نے خاموشی سے بغیر تصدیق و تردید کے نقل کردیا ہے۔ (۹۳) وہ یہ کہ یہ "نام یعنی عمیر بن عثمان بن سعد تاریخِ طبری اور کامل ابن اثیر میں اسی طرح آیا ہے لیکن میں نے اپنے پاس موجود کتب تاریخ و طبقات میں یہ نام صحابہ میں نہیں پایا ہے تو میرے خیال میں وہ عمیر بن سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن عوف بن مالک انصاری اوسی رضی اللہ عنہ ہیں۔" اللہ کی مدد سے میں کہتا ہوں کہ جو طبری اور ابن اثیر نے فرمایا ہے وہ برحق ہے اور تاریخ میں ان کی راہنمائی کافی ہے۔ رہا وہ عمیر جو مبارکپوری نے فرمایا ہے تو اس کے بارے میں ابن اثیر نے اسد الغابتہ میں فرمایا ہے۔ تحقیق عمیر بن سعد بن عبید بن نعمان بن قیس بن عمرو بن عوف، ابو نعیم نے واقدی سے یہ کہا ہے اور ابو نعیم نے کہا ہے کہ اور کہا گیا ہے عمیر بن سعد بن شہید بن عمیر بن زید بن امیہ بن زید انصاری اور اسی طرح ان کا نسب بیان فرمایا ہے ابن مندہ نے اور پہلے نسب کو ذکر نہیں فرمایا ہے اور یہ وہی ہیں جن کو اکیلے نسیج کہا جاتا ہے اور کہا کہ وہ فلسطین میں وارد ہوئے اور وہیں پر فوت ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لاعدوی**، اور ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن نے روایت کی ہے اور ابوطلحہ خولانی وغیرہ نے، عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو ایک لشکر پر ذمہ دار بنا کر شام بھیجا، یہ بات ابن اثیر نے ابن کلبی سے نقل کی ہے اور فرمایا کہ یہ عمیر شام میں فوت

ہو گئے اور عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کاش کہ میرے پاس عمیر جیسا مرد ہوتا، جس سے میں مسلمانوں کے کاموں پر مدد لیتا۔ انتھی (۹۴) غور کیجئے کہاں یہ، کہاں وہ۔ واللہ اعلم۔

تیرھواں: مجاشع بن مسعود سلمی رضی اللہ عنہ

نام: مجاشع۔

کنیت: ابن مسعود۔

نسبت: سلمی۔

نسب: مجاشع بن مسعود اور کہا گیا ہے مجاشع بن سلیم بن ثعلبہ بن وھب بن عائذ بن ربیعہ بن یربوع بن سمّال (میم کے شد کے ساتھ اور آخر میں لام ہے) بن عوف بن امرؤ القیس بن بھثہ بن سلیم بن منصور سلمی۔ (۹۵)

صحابیت: اپنے بھائی مجالد سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مشرف باسلام ہوئے اور مجالد کا اسلام تو فتح کے بعد اور ان کے بھائی کے اسلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دست مبارک سے ہوا۔ (۹۶)

فضیلت اور پرہیز گاری: آپؓ جلیل القدر صحابی، فاتح امیر تھے۔

قتال و امارت اور بلوچستان میں ورود: مجاشع رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس لشکر پر تھے جس نے توج شہر کا محاصرہ کیا تھا، چنانچہ اسے فتح کرلیا۔ (۹۷) اور اسی طرح انہوں نے کابل بلوچستان اور کرمان ایران کو فتح کیا اور ان کی فتوحات کے بعد مسلمانوں کی حکمرانی اور آبادی بلوچستان میں مستقل ہو گئی۔ اس لئے ان کو بلوچستان کے فاتحین سے شمار کیا جاتا ہے، (۹۸) اور انہوں نے بلوچستان میں قفص کے علاقوں پر حملہ کیا اور مکران میں قتال کیا اور اسلامی لشکر نے بلوچستان میں طویل مدت

قیام کیا۔ بلاذری نے فرمایا ہے کہ عثمان بن ابی العاص ثقفی نے کرمانیوں کے سردار سے ملاقات کی جزیرۂ ابر کاوان میں، وہ تھوڑے سے گروہ میں تھے تو ان کو قتل کردیا چنانچہ کرمانیوں کا معاملہ کمزور پڑگیا اور وہ بزدل ہو گئے پھر جب ابن عامر فارس کی طرف چلے گئے تو مجاشع بن مسعود سلمی کو کرمان کی طرف یزدجرد کی طلب میں بھیجا وہ بیمنذ میں پہنچے تو ان کا لشکر ہلاک ہوگیا، پھر جب ابن عامر خراسان کے ارادے سے چلے، مجاشع کو کرمان کا والی بنایا تو انہوں نے بیمنذ کو زبردستی فتح کیا اور بیمنذ والوں کو امان دیکر چھوڑ دیا، اور وہاں پر ایک محل ہے جو کہ قصر مجاشع سے مشہور ہے اور مجاشع نے بروخروہ کو فتح کیا اور شیر جان میں آئے جو کہ کرمان کا ایک شہر ہے اور چند دن وہاں پر قیام کیا، شیر جان والے قلعہ بند تھے، ان کے گھوڑ سواروں کی ایک جماعت نکلی۔ مجاشع نے ان سے قتال کیا تو جنگ کے ذریعے اسے فتح کیا اور وہاں پر ایک شخص کو اپنا نائب کردیا۔ پھر وہاں کے بہت سارے لوگ وہاں سے جلاوطن کردیئے گئے اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ربیع بن زیاد کو بھیجا تھا انہوں نے شیر جان کے ارد گرد کو فتح کیا اور بمّ اور اندغار والوں سے صلح کرلی، انہوں نے کفر کر کے عہد و پیمان توڑ دیا تو اسے مجاشع بن مسعود نے فتح کیا اور جیرفت کو فتح کیا اور کرمان میں گئے تو اسے مغلوب کردیا اور قفص کے پاس آئے، اور ہرموز میں ان کے مقابلے کے لئے عجمیوں کی ایک جماعت جمع ہوئی جو کہ جلاوطن ہوئے تھے، اس نے ان سے قتال کیا، کامیابی حاصل کی اور ان پر غالب ہوا اور کرمانیوں میں سے بہت سارے بھاگ گئے، دریائی سفر کیا اور کچھ ان میں سے مکران پہنچ گئے اور کچھ ان میں سے سجستان آئے تو عربوں نے ان کے مکانات اور زمینوں کو جاگیر بنالیا، انہیں آباد کیا، اس میں عُشر ادا کیا اور وہاں مختلف مقامات میں کاریزیں کھودیں۔ (۹۹)

روایت حدیث: ان کی روایتیں مرفوع ہیں، صحیحین وغیرھما میں ان کی روایتیں ملتی ہیں، ان سے ابو عثمان نہدی، کلیب بن شہاب، عبدالملک بن عمیر، یحیی بن اسحاق (۱۰۰) اور ابو ساسان حصین بن منذر نے روایت کی ہے۔ (۱۰۱)

چند احوال: ۱- آپؓ اپنے بھائی مجالد بن مسعودؓ سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر اسلام لائے، ابو عثمان نہدی نے مجاشع بن مسعودؓ سے روایت کی ہے، فرماتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ مجالد بن مسعود ہیں ان کو ہجرت پر بیعت کرلیں- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے، لیکن میں اس کو بیعت کرلیتا ہوں اسلام اور جہاد پر-

۲- مجاشع بن مسعود بصرہ میں وارد ہوئے اور ان کے بھائی مجالد بن مسعود بھی بصرہ میں رہے اور دونوں کی قبریں بصرہ میں ہیں- (۱۰۲)

۳- ابن اثیر نے اسد الغابتہ میں فرمایا ہے: انبأنا ابو یاسر باسناده عن عبدالله بن احمد حدثنی ابی حدثنا ابو النصر حدثنا ابو معاویه عن شیبان عن یحیی بن ابی کثیر عن یحیی بن اسحاق عن مجاشع بن مسعود کہ تحقیق مجاشع بن مسعود، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بھتیجے کو لیکر آئے تاکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام ہجرت پر ان کو بیعت کرلیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں بلکہ اسلام پر بیعت کریں گے اس لئے کہ فتح کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے اور وہ تابعین باحسان میں سے ہوں گے- اس کی تخریج تینوں (ائمتہ الحدیث) نے کی ہے-

۴- آپؓ حضرت عائشہ (صدیقہ) رضی اللہ عنہا کے مددگاروں میں سے تھے- (۱۰۳)

وفات: ابن اثیر نے خلیفہ بن خیاط سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ہے وہ جنگ جمل کے دن بصرہ میں عائشہ رضی اللہ عنہا کی معیت میں قتل کئے گئے بڑی جنگ سے قبل، اور یہ یوں ہوا کہ حکیم بن جبلہ نے عبدالرحمان بن زبیر سے قتال کیا اور مجاشع، ابن زبیر کے ساتھ تھے تو حکیم قتل کیے گئے اور مجاشع قتل کئے گئے، اور دوسروں نے کہا ہے کہ جمل کے دن اس لڑائی میں قتل کئے گئے جس میں حضرت علی، طلحہ اور زبیر شامل تھے، یہ واقعہ مکمل ابن اثیر نے اپنی تاریخی کتاب کامل میں ذکر کیا ہے- (۱۰۴) خلاصہ یہ کہ آپ رضی

اللہ عنہ سنہ ۳٦ (چھتیس) ہجری میں فوت ہو گئے۔

تنبیہ: مجاشع بن مسعود اور مجاشع بن سلیم، ابو موسیٰ فرماتے ہیں کہ عسکری نے ان دونوں کے درمیان فرق کیا ہے حالانکہ وہ دونوں ایک ہی ہیں اور وہ ہے ابن مسعود از قبیلۂ بنی سلیم، اس بات کی تخریج ابو موسیٰ نے کی ہے۔ (۱۰۵)

چودھواں: عبدالرحمان بن سمرہ قرشی رضی اللہ عنہ

نام: عبدالرحمان کے نام سے اسلام میں مشہور تھے لیکن قبل از اسلام جاہلیت میں ان کا نام عبد کلال اور بقولِ بعض عبدِ کلول اور بقولِ بعض عبدالکعبہ تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بدل کر عبدالرحمان رکھ دیا۔ اس لئے کہ اس کے جاہلیت والے نام شرک کی غمازی کرنے والے تھے۔ (۱۰٦)

کنیت: ابو سعید اور ابن سمرہ ہے، تاریخ میں پہلی کنیت سے زیادہ مشہور ہیں۔ بہ نسبت دوسری کنیت کے اور عرف عام میں دوسری کنیت سے زیادہ مشہور ہیں بہ نسبت پہلی کنیت کے اور ان کی کنیت ابو عبداللہ بھی ہے، لیکن اس کنیت سے مشہور نہیں ہیں۔

نسبت: ان کو عبدالشمس کی طرف نسبت کر کے جو کہ اس کے دادوں میں سے کوئی ایک ہے عبشمی کہا جاتا ہے۔ (۱۰۷) اور قریش کی طرف نسبت کر کے قریشی کہا جاتا ہے۔

نسب: ۱۔ عبدالرحمان بن سمرہ بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔ اسی طرح ان کا نسب بیان کیا ہے ابن کلبی، ابو عبید، یحییٰ بن معین، بخاری اور ابن ابی حاتم وغیرہ نے اور زبیر بن بکار اور مصعب زبیری فرماتے ہیں وہ عبدالرحمان بن سمرہ حبیب بن ربیعہ بن عبد شمس ہیں، انہوں نے نسب میں ربیعہ کا اضافہ کردیا لیکن قول زیادہ صحیح ہے، یہ حافظ ابو القاسم دمشقی نے ذکر کیا ہے اور ابو احمد عسکری کا قول ابن کلبی اور اس کے ساتھ والوں کے مثل ہے۔ (۱۰۸)

۲- (یہ نسب ان کا باپ کی جانب سے تھا، لیکن) ماں کی جانب سے یوں ہے کہ ن کی ماں کنانیہ تھی بنی فراس کے قبیلے سے اور وہ ابوالفرعہ کی بیٹی تھی، جن کا نام حارثہ تھا اور نسب اس طرح ہے حارثہ بن قیس بن اعیا بن مالک بن علقمہ جذل طعان کنانی۔

۳- ابو نعیم فرماتے ہیں ان کا ایک بیٹا تھا جس کو عبیداللہ بن عبدالرحمٰن بن سمرہ ہا جاتا ہے جو کہ ابن الاشعث کے فتنے میں بصرہ پر غالب ہو گیا تھا۔ (۱۰۹)

ضیلت، پرہیزگاری اور صحابیت: آپ جلیل القدر صحابی تھے، غزوۂ تبوک میں نبی ملی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حاضر تھے، فتح مکہ کے دن سنہ ۸ (آٹھ ہجری) میں اسلام قبول یا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت اختیار کی۔ (۱۱۰) اور آپ بڑے عجز و انکساری لے تھے، بہت ساری فتوحات کے فاتح تھے، آپؓ بردبار، سنجیدہ (۱۱۱) درست رائے لے اور جنگ میں تجربہ کار تھے۔ (۱۱۲)

وایت حدیث: آپ رضی اللہ عنہ کی صحیحین وغیرہ میں مرفوع روایتیں ہیں، آپ نے ی صلی اللہ علیہ وسلم اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور آپ سے سن، محمد بن سیرین، عمار بن ابی عمار مولی بن ہاشم، سعید بن المسیب، حبان بن عمیر، بدالرحمان بن ابی لیلا، ھصان بن کاھن (کاہل) ابولبید لمازہ بن زبار، عبداللہ بن عباس ر قتاب بن عمیر وغیرہ نے روایت کی ہے۔ (۱۱۳)

نال اور امارت: سنہ ۹ (نو) ہجری میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ تبوک میں امل ہوئے۔ اور غزوۂ موتہ میں بھی شامل رہے، پھر عراقی فتوحات میں موجود رہے۔ نہوں نے ہی سجستان کابل وغیرہ کو فتح کیا اور وہ اس طرح ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ نہ کے دور خلافت میں جب عبداللہ بن عامر بصرہ کے امیر تھے (اور وہ بصرہ میں رہتا تھا) حضرت عبداللہ بن عامر نے ان کو ایک لشکر پر عامل بنایا، انہوں نے سنہ ۳۳ نتیس) ہجری میں سجستان کو فتح کیا اور خراسان میں جہاد کیا اور وہاں بہت ساری فتوحات صل کیں اور رُخج والے کے ساتھ صلح کر کے وہیں پر قیام فرمایا۔ یہاں تک کہ حضرت

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی حکومت لڑکھڑانے لگی تو یہ وہاں سے چل دیئے اور بنو یشکر میں سے ایک شخص کو اپنا نائب بنایا تو سجستانیوں نے اس کو وہاں سے نکالدیا اور کچھ کا کہنا ہے کہ سجستانیوں نے ان کو جلادیا۔ یہ بات اصابہ میں کہی ہے، پھر جب معاویہؓ نے عبداللہ بن عامر کو بصرہ پر عامل بنایا تو عبدالرحمان بن سمرہ کو بھی سجستان روانہ کردیا۔ سنہ ۴۲ (بیالیس) ہجری میں، اور ان کے ساتھ اس جہاد میں حسن بصری اور مھلب بن ابی صفرہ اور قطری بن الفجائۃ تھے، قطری بن الفجائۃ وہ ہیں جو اس کے بعد خارجیوں کے سردار بنے تھے، چنانچہ انہوں نے زرنج کو فتح کیا جو کہ سجستان کے علاقوں میں سے ایک علاقہ ہے اور سنہ ۴۳ (تینتالیس) ہجری میں رخج اور زابلستان کو فتح کیا، پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے سنہ ۴۶ (چھیالیس) ہجری میں ان کو سجستان سے معزول کردیا اور اس کے بعد ربیع بن زیاد کو وہاں کا گورنر بنایا اور ابن عامر نے ان کو اس سے قبل سنہ ۳۶ (چھتیس) ہجری میں اس پر حاکم بنایا تھا، پھر جب ان کو معزول کیا گیا تو واپس بصرہ آگئے۔ (۱۱۴)

بلوچستان میں ورود: ۱- جب خراسان کے حاکم عبداللہ بن عامر نے خاران بلوچستان کو فتح کر کے سجستان کے ساتھ ملادیا تو عبدالرحمان بن سمرہ کو اس پر حاکم بنایا، چنانچہ ابن سمرہ نے قلات بلوچستان کو فتح کیا جس میں بت پرستوں کی ایک عبادتگاہ تھی، جس کو زوراک کہا جاتا ہے۔ آپؓ اس میں داخل ہوئے اور اس عبادتخانے کے بت کو توڑ دیا، اسی طرح کہا ہے سردار میر نصیر خان احمدزئی نے۔ (۱۱۵)

۲- اور محمد اسحاق بھٹی صاحب فرماتے ہیں کہ ابن سمرہؓ نے زرنج اور کش اور ان کے درمیانی علاقوں پر حملہ کیا اور فتح کیا اور یہ شہر آجکل بلوچستان میں ہیں۔ (۱۱۶)

۳- اور وہاں سے انہوں نے مشرقی علاقوں پر حملے کیے اور ان سب پر قبضہ کرلیا، ہندوستان کے سرحدوں تک اور دریائے ہند کے نشیبی علاقوں میں رودبار کے قریب ہندوؤں کے ساتھ مقابلہ ہوا اور پہلے حملے میں ہی لسپیت تک فاتح بن کر پہنچ گئے اور لسپیت سے تین مراحل پر ہندوؤں کا ایک عبادتخانہ ہے جو "سریا عبادتخانہ" سے مشہور ہے، پہاڑ

پر واقع ہے اور عرب اسے "زور" کہتے ہیں- اور یہ مشہور زور نامی پہاڑ (۱۱۷) قدیم سندھ کے علاقہ میں تھا-

چند احوال: ۱- آپؓ بصرہ میں وارد ہوئے اور رہائش اختیار کی اور مختلف ادوار میں بصرہ کی طرف لوٹے، یہاں تک کہ آپؓ کی فوتگی یہیں پر ہوئی اور بصرہ میں "ابن سمرہ گلی" انہی کی طرف منسوب ہے- (۱۱۸)

۲- عبدالرحمن بن سمرہ بڑے متواضع (عجز و انکساری والے) انسان تھے، جب بارش کا دن ہوتا تو لمبی عربی ٹوپی پہن لیتے اور بیلچہ / کدال ہاتھ میں لے لیتے اور راستہ درست کرتے- (۱۱۹)

۳- ابن اثیر نے فرمایا ہے خبر دی ہم کو ابو منصور مسلم بن علی بن السنجی نے، خبر دی ہم کو ابوالبرکات محمد بن محمد بن حمیس نے، خبر دی ہم کو ابو نصر احمد بن عبدالباقی بن طوق نے، خبر دی ہم کو نصر بن احمد بن الخلیل نے، خبر دی ہم کو احمد بن علی بن المثنی نے، حدیث بتلائی ہم کو شیبان بن فروخ دیلی نے، حدیث بتلائی ہم کو جریر بن حازم نے، حدیث بتلائی ہم کو حسن نے عبدالرحمان بن سمرہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبدالرحمان بن سمرہ امارت کو نہ مانگ اس لئے کہ اگر وہ تمہیں مانگنے سے دی گئی تو تمہیں اسی کے سپرد کیا جائے گا اور اگر وہ تمہیں بن مانگے دی گئی تو اس پر تمہاری اعانت کی جائے گی اور جب تو قسم اٹھائے کسی معاملے پر اور خیر اس کے علاوہ میں دیکھے تو اپنی قسم کا کفارہ دیدے اور جو خیر ہو وہ کر لے، اس کی تخریج تینوں ائمہ الحدیث نے کی- (۱۲۰)

۴- سردار میر نصیر خان احمد زئی نے فرمایا ہے، کہ جب ابن سمرہ نے قلات بلوچستان کو فتح کیا، اس میں ہندوؤں کا ایک عبادتخانہ تھا جو کہ زوراک کے نام سے مشہور تھا، اس میں سونے کا ایک بُت تھا جس کی آنکھیں یاقوت کی تھیں تو ابن سمرہ نے اس کے ہاتھ توڑ دیئے، آنکھیں نکالدیں اور مجاور کو دیدیں اور دیتے ہوئے فرمایا کہ میرا مقصد

تم کو یہ دکھانا تھا کہ یہ بُت نہ تو اپنا بچاؤ کر سکتا ہے اور نہ کسی ایک کو نقصان دے سکتا ہے۔ (۱۲۱) اور ڈاکٹر محمد اسحاق بھٹی نے اس واقعہ میں فرمایا ہے، یہ ہندوؤں کا عبادتخانہ ایک پہاڑ پر تھا جو کہ لپست سے تین مرحلوں پر واقع تھا اور زور کے نام سے مشہور تھا اور یہ پہاڑ اس زمانے میں سندھ کے علاقے میں تھا، ابن سمرہ جب اپنی فتوحات میں لسبیت تک پہنچے تو اس عبادتخانے میں داخل ہوئے اور اس بُت کا ایک ہاتھ توڑ ڈالا اور اس کی دونوں آنکھیں نکالدیں جو کہ موتی کی تھیں اور اس علاقے کے والی کو دیدیں جو کہ بڑے تعجب سے کھڑے (یہ ماجرا) دیکھ رہا تھا اور اس سے کہا میں نے تم کو دکھادیا کہ یہ بُت نہ تو نقصان دے سکتا ہے اور نہ نفع دے سکتا ہے۔ (۱۲۲) میں کہتا ہوں سردار نصیر خان احمد زئی اور محمد اسحاق بھٹی کی باتوں میں کوئی خاص فرق نہیں ہے، اس لئے کہ اس قسم کی حکایتوں میں تو مؤرخین اور قصہ بیان کرنے والوں کے درمیان اس طرح کا اختلاف کافی پایا جاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵- اور محمد اسحاق بھٹی نے فرمایا ہے کہ ابن سمرہ نے ہندوستان کے بعض علاقوں کو فتح کیا اور بعض شہروں کو بھی اور اس میں پہلی بار اسلامی جھنڈا بلند کیا۔ (۱۲۳)

۶- اور عبدالرحمان (ابن سمرہ) کابل کے قیدیوں میں سے کچھ غلام لیکر آئے تھے، جنہوں نے ان کے لئے ان کے محل میں کابل کے تعمیراتی انداز میں ایک مسجد بنایا۔ (۱۲۴)

وفات: جب سنہ۴۶ھ (چھیالیس ہجری) میں معاویہؓ نے ان کو سجستان سے معزول کر کے ان کے بعد ربیع بن زیاد کو عامل بنایا تو یہ بصرہ چلے آئے اور وہیں پر وفات پائی۔ سنہ۵۰ھ (پچاس ہجری) میں بہت سارے مؤرخین نے یہی بات بیان کی ہے اور بعض نے سنہ۵۱ھ (اکیاون ہجری) بتایا ہے، اس پر ابن عبدالبر نے یقین کیا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ان کی وفات مرو میں ہوئی، لیکن پہلا قول زیادہ صحیح، زیادہ ثابت اور زیادہ منقول ہے۔ (۱۲۵)

پندرہواں: سعید بن کندیر قشیری رحمہ اللہ تعالیٰ

نام: سعید۔

کنیت: ابن کندیر۔

نسبت: قشیری، ان کے دادوں میں سے کسی ایک کی طرف نسبت ہے، جس کا نام قشیر تھا۔

نسب: سعید بن کندیر ابن ابی کندیر سعید بن حیدہ بن معاویہ بن حیدہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ۔

تابعیت: آپ رحمہ اللہ تعالیٰ تابعین میں سے تھے، جیسا کہ محمد اسحاق بھٹی نے اس کی صراحت کی ہے۔ (۱۲۶)

بلوچستان میں ورود: آپ خلیفۂ ثالث حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت مکران میں امیر تھے۔ (۱۲۷)

چند احوال اور وفات: قاضی اطہر مبارکپوری نے فرمایا ہے میں نے ان کا تفصیلی ذکر کسی کتاب میں نہیں پایا علاوہ اس کے جو تاریخ طبری اور کامل ابن اثیر میں ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی وفات کے وقت ابن کندیر مکران کے حاکم تھے۔ (۱۲۸)